صرف احمدی احباب کی تعلیم و تربیت کے لئے

روزنامہ (1913ء سے جاری شدہ) FR-10

الفضل

The ALFAZL Daily

ٹیلی فون نمبر 047-6213029

web: http://www.alfazl.org
email: editor@alfazl.org

ایڈیٹر: عبدالسمیع خان

بدھ 3 جون 2015ء 15 شعبان 1436 ہجری 3 احسان 1394 ہش جلد 65-100 نمبر 126

✿ بدھ 3 جون 2015ء ✿

شکر نعمت کی دعا

(سلیمانؑ نے کہا) اے میرے رب! مجھے توفیق بخش کہ میں تیری نعمت کا شکر ادا کروں جو تو نے مجھ پر کی اور میرے ماں باپ پر کی اور ایسے نیک اعمال بجالاؤں جو تجھے پسند ہوں اور تو مجھے اپنی رحمت سے اپنے نیکوکار بندوں میں داخل کر۔ (النمل:20)

اخلاق عالیہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ

حضرت مفتی محمد صادق صاحب فرماتے ہیں:

''حضرت مسیح موعود کا آخری کام بھی دنیا میں عبادت الٰہی ہی تھا۔ آپ کی وفات کے وقت میں حضور کے قدموں میں حاضر تھا۔ جب تک آپ بول سکتے تھے۔ سوائے اس کے کوئی لفظ آپ کے منہ پر نہ تھا کہ اے میرے پیارے اللہ! اے میرے پیارے اللہ! آخری نصف شب اس حالت میں گزری یہاں تک کہ گلے کی خشکی کے سبب بولنا دشوار ہوگیا۔ جب کمرے میں فجر کی کچھ روشنی آپ نے دیکھی تو فرمایا نماز! اس وقت یہ عاجز حضور کے پاؤں دبا رہا تھا اور حضرت صاحبزادہ مرزا بشیرالدین محمود احمد صاحب...... نے جو سرہانے کے قریب بیٹھے تھے، یہ سمجھا مجھے فرماتے ہیں کہ نماز کا وقت ہوگیا نماز پڑھ لو۔ انہوں نے عرض کی میں نماز پڑھ چکا ہوں۔ آپ نے دوبارہ فرمایا نماز! اور ہاتھ سینے پر باندھ کر نماز پڑھنی شروع کی۔ اس کے بعد حضور نے پھر کوئی کلمہ نہیں بولا یہاں تک کہ آٹھ بجے کے قریب حضور کا وصال اپنے حقیقی معبود اور محبوب کے ساتھ ہوگیا۔ پس آپ کا آخری فعل بھی اس دنیا میں عبادت ہی تھا۔ خلوت میں بھی عبادت الٰہی میں مصروف رہتے تھے اور جلوت میں بھی آپ عبادت الٰہی میں لگے رہتے تھے۔ آپ کا جینا بھی عبادت الٰہی میں تھا اور آپ کا فوت ہونا بھی عبادت الٰہی میں ہوا۔'' (الفضل 3 جنوری 1931ء)

حضرت مسیح موعود کے نمونہ اور تاثیرات قدسیہ کے نتیجہ میں ایک عظیم جماعت عابدوں کی تیار ہوئی جن کی نمازوں کے برتن خشوع وخضوع اور برکات سے بھرپور تھے۔ حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکی تحریر فرماتے ہیں:

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود کے زمانہ حیات میں جب کہ خدا تعالیٰ کی مقدس وحی کا نزول باران رحمت کی طرح ہو رہا تھا۔ اس عہد میں جو بات بار بار میرے تجربہ میں آئی یہ تھی کہ دعا کرنے اور نماز پڑھنے کی سمجھ اور لذت ان نمازوں کے ذریعہ آئی جو حضور اقدس کی معیت میں پڑھی گئیں۔ سبحان اللہ وہ کیا ہی مبارک زمانہ تھا کہ نماز کے وقت نمازیوں کے خشوع وخضوع، رقت قلب اور اشکبار آنکھوں کے ساتھ گڑگڑانے اور آہ وبکا کرنے کا شور بیت مبارک میں بلند ہوتا تھا لوگ آستانہ الٰہی پر سربسجود ہوتے اور بیت مبارک وجدانی صداؤں سے گونج اٹھتی۔ نبی وقت کی پاک صحبت اور بابرکت روحانی توجہ کا یہ اعجاز نما اثر جب بھی یاد آتا ہے تو دل پر خاص کیفیت طاری ہوجاتی ہے۔ حضرت اقدس کے زمانہ میں حضور کی معیت میں قادیان میں شاید ہی کوئی نماز پڑھی ہوگی۔ جو رقت قلب اور اشکبار آنکھوں سے ادا نہ کی گئی ہو۔ علاوہ اس کے دعا کرنے پر جواب بھی فوراً مل جاتا۔ خواہ رات کو رویا کے ذریعہ یا کشفی طور پر یا بذریعہ الہام کے۔ (حیات قدسی ص 971)

حضرت ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب فرماتے ہیں کہ حضرت صاحب کے زمانہ میں اس عاجز نے نمازوں میں اور خصوصاً سجدوں میں لوگوں کو آج کل کی نسبت بہت زیادہ روتے سنا ہے رونے کی آوازیں بیت الذکر کے ہر گوشہ سے سنائی دیتی تھیں۔ اور حضرت صاحب نے اپنی جماعت کے اس رونے کا فخر کے ساتھ ذکر کیا ہے۔ جس نماز سے پہلے حضرت صاحب کی کوئی خاص تقریر اور نصیحت ہوجاتی تھی۔ اس نماز میں تو بیت میں گویا ایک کہرام برپا ہوجاتا تھا۔ یہاں تک کہ سنگدل سے سنگدل آدمی بھی متاثر ہوئے بغیر نہ رہتے تھے۔ (سیرت المہدی جلد 3 ص 116)

نمازوں کی حفاظت پاکیزگی کی ضمانت

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں

''نمازوں کی حفاظت اور نگرانی ہی اس بات کی ضامن ہوگی کہ ہمیں اور ہماری نسلوں کو گناہوں اور غلط کاموں سے پاک رکھے۔ ہماری نمازوں میں باقاعدگی یقیناً ہمارے بچوں میں بھی یہ روح پیدا کرے گی کہ ہم نے بھی نمازوں میں باقاعدہ ہونا ہے۔ اس کی اسی طرح حفاظت کرنی ہے جس طرح ہمارے والدین کرتے ہیں۔ اور جب یہ بات ان بچوں کے ذہنوں میں راسخ ہو جائے گی، بیٹھ جائے گی کہ ہم نے نمازوں میں باقاعدگی اختیار کرنی ہے تو پھر والدین کو یہ چیز اس فکر سے بھی آزاد کر دے گی کہ اس مغربی معاشرے میں جہاں ہزار قسم کے کھلے گند اور برائیاں ہر طرف پھیلی ہوئی ہیں، ہر وقت والدین کو یہ فکر رہتی ہے کہ ان کے بچے اس گند میں کہیں گر نہ جائیں۔۔۔۔ اگر اپنے بچوں کو ان گندگیوں اور غلاظتوں میں گرنے سے بچانا ہے تو سب سے بڑی کوشش یہی ہے کہ نمازوں میں باقاعدہ کریں۔ کیونکہ اب ان غلاظتوں اور اس گند سے بچانے کی ضمانت ان بچوں کی نمازیں اللہ تعالیٰ کے وعدے کے مطابق دے رہی ہیں۔ جیسا کہ وہ فرماتا ہے کہ اِنَّ الصَّلٰوۃ .... (العنکبوت:46)۔ یعنی یقیناً نماز بدیوں اور ناپسندیدہ باتوں سے روکتی ہے۔ گویا ان نمازوں کی حفاظت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے بھی ان نمازوں کے ذریعہ سے ضمانت دے دی ہے کہ خالص ہو کر میرے حضور آنے والے اب میری ذمہ داری بن گئے ہیں کہ مَیں بھی اس دنیا کی گندگیوں اور غلاظتوں سے ان کی حفاظت کروں اور ان کو نیکیوں پر قائم رکھوں، تقویٰ پر قائم رکھوں۔ ایسے لوگوں میں شامل کروں جو تقویٰ پر قائم ہوں، جو میرے پاکباز لوگ ہیں۔ ایسے لوگوں میں شامل کروں جو میرا انعام پانے والے لوگ ہیں۔''

(خطبات مسرور جلد سوم صفحہ 373)

پبلشر و پرنٹر: طاہر مہدی امتیاز احمد وڑائچ .... مطبع: ضیاء الاسلام پریس .... مقام اشاعت: دارالنصر غربی چناب نگر ربوہ .... قیمت 5 روپے

عملی اصلاح کیلئے صبر اور صلوٰۃ کا قیام ضروری ہے

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز عملی اصلاح کیلئے ہماری راہنمائی کرتے ہوئے صبر اور صلوٰۃ کے ذریعہ حضرت مسیح موعود کے مشن کی تکمیل کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"پس ہم دنیاوی نظر سے دیکھیں اور وسائل پر بھروسہ کریں تو ہماری جو کامیابی ہے ایک دیوانے کی بڑ نظر آتی ہے...... مغرب کی اکثریت...... خدا تعالیٰ کو بھلا بیٹھی ہے اور نہ صرف یہ کہ خدا تعالیٰ کو بھلا بیٹھی ہے بلکہ خدا تعالیٰ کا مذاق اڑایا جاتا ہے۔ مذہب کو ایک بوجھ سمجھا جاتا ہے...... پس یہ دنیا اس وقت بے حال ہے۔ جیسا کہ میں نے کہا دنیاوی لحاظ سے ہمارے وسائل نہ ہونے کے برابر ہیں۔ ان دنیا داروں کے سامنے ہمارے وسائل جو ہیں ایک ذرہ کی بھی حیثیت نہیں رکھتے۔

پس یہ جو سب باتیں ہیں یہ فکر پیدا کرتی ہیں اور فکر پیدا کرنے والی ہونی چاہئیں کہ ایسے حالات میں ہم حضرت مسیح موعود کے مشن کو کیسے آگے بڑھائیں گے؟ لیکن خدا تعالیٰ جس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام دنیا کے لئے بھیجا ہے، خدا تعالیٰ جس نے زمانے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام صادق کو بھیجا، اُس نے ہمیں فرمایا کہ مجھ میں ہو کر میرے راستوں کو تلاش کرو۔ اور خدا تعالیٰ میں ہو کر اُس کے راستے کی تلاش کس طرح کرنی ہے؟ فرمایا (۔) (البقرۃ:154) کہ اے لوگو! جو ایمان لائے ہو، صبر اور دعا کے ساتھ اللہ کی مدد مانگو، اللہ یقیناً صابروں کے ساتھ ہوگا۔ پس یہ اللہ ہے جس سے مدد مانگی جائے تو بڑی سے بڑی روک بھی ہوا میں اُڑ جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ جو تمام قدرتوں والا ہے، اللہ تعالیٰ جو اپنے جلال کے ساتھ سب طاقتوں کا مالک ہے، وہ ہر انہونی چیز کو ہونی کرنے کی طاقت رکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قیامت تک ہر زمانے اور ہر قوم اور ہر انسان کے لئے نجات دہندہ کے طور پر بنا کر بھیجا ہے۔ جس نے قرآن کریم آپ پر نازل فرما کر تمام انسانوں کے لئے شریعت کو کامل کر دیا جس میں ہر زمانے کے دینی اور دنیاوی مسائل کا حل بھی ہے، جس نے حضرت مسیح موعود کو اس زمانے میں (دین) کے احیائے نو کے لئے بھیجا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تمہیں فکر کرنے کی ضرورت نہیں۔ جب ایسے حالات آئیں کہ روکیں سامنے نظر آئیں، جب ایسے حالات آئیں کہ تمہاری عقلیں فیصلہ کرنے سے قاصر ہوں اُس وقت تم صبر اور صلوٰۃ کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی مدد مانگو۔

پس اگر خالص ہو کر اللہ تعالیٰ کی مدد مانگو گے تو بظاہر مشکل کام بھی آسان ہوتے چلے جائیں گے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ اُس کے دین نے غالب آنا ہے لیکن تمہیں اس غلبہ کا حصہ بننے کے لئے صبر اور صلوٰۃ کی ضرورت ہے۔ لیکن کیسے صبر اور کیسی صلوٰۃ کی ضرورت ہے؟ اُس کے لئے پہلے اصول بیان ہو چکا ہے کہ اللہ میں ہو کر مجاہدہ کرو۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ 22 نومبر 2013ء)

(روزنامہ الفضل 7 جنوری 2014ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز عملی اصلاح کے لئے ہماری راہنمائی کرتے ہوئے صبر اور صلوٰۃ کے ذریعہ اصلاح نفس کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"صبر کے مختلف معنی...... ہیں۔ مثلاً صبر یہ ہے کہ مستقل مزاجی اور کوشش سے برائیوں سے بچنا۔ ایک مومن اور ایک احمدی کی یہ بہت بڑی ذمہ داری ہے کہ اس دُنیاوی دور میں جب ہر طرف سے شیطانی حملے ہو رہے ہیں اور برائیاں ہر کونے پر منہ کھولے کھڑی ہیں ان برائیوں سے بچنے کے لئے جہاد کرے۔ اپنے نفس کو قابو میں رکھے۔ پھر صبر کا مطلب ہے کہ نیکی پر ثابت قدم رہے۔ یہ نہیں کہ وقتی نیکی ہو اور جب کہیں دنیا کا لالچ اور بدی کی ترغیب نظر آئے تو نیکی کو بھول جاؤ۔ اعمالِ صالحہ بجا لانے کی طرف ہمیشہ توجہ رہے۔ ان اعمالِ صالحہ کی قرآن کریم میں تلاش کی ضرورت ہے۔ پھر صبر یہ ہے کہ ہر صورت میں اپنے معاملات خدا تعالیٰ کے سامنے پیش کرنا۔ ہر مشکل میں، ہر پریشانی میں، ہر تکلیف میں خدا تعالیٰ کے سامنے معاملہ پیش کرنا۔ کسی بھی بات میں کوئی جزع فزع نہیں۔

پس صبر کی یہ حالتیں ہوں گی تو اللہ تعالیٰ کی مدد شاملِ حال ہوگی۔ روحانی مدارج میں ترقی ہوگی۔ دنیا کی کروڑوں کی جو دولت ہے اُس کے مقابلے میں ایک مومن کا ایک پاؤنڈ، ایک ڈالر، ایک روپیہ جو ہے وہ وہ کام دکھائے گا جو دنیا کو حیران کر دے گا۔

پھر صبر کے ساتھ برائیوں سے بچنے اور نیکیوں پر ثابت قدم ہونے اور خدا تعالیٰ کے حضور اپنے معاملات پیش کرنے کے ساتھ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ صلوٰۃ کی بھی ضرورت ہے۔ اور صلوٰۃ کے بھی مختلف معنی ہیں۔

صلوٰۃ کے ایک معنی نماز کے ہیں۔ یعنی یہاں جو نصیحت ہے کہ مومنوں کو نماز کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کی مدد حاصل کرنی چاہئے اور نماز کا حق ادا کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ صبر کے اعلیٰ نتائج اُس وقت ظاہر ہوں گے جب نمازوں کی طرف بھی توجہ پیدا ہوگی۔ پھر اس کے یہ معنی بھی ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت حاصل کرو، استغفار کرو۔ صلوٰۃ میں یہ سب معنی آ جاتے ہیں۔ پھر صرف یہ ظاہری نماز نہیں بلکہ دعاؤں کی طرف اُن کا حق ادا کرتے ہوئے توجہ کرو۔ خدا تعالیٰ کی مخلوق پر رحم کرو۔ اُن کے بھی حق ادا کرو تا کہ اللہ تعالیٰ کی مدد حاصل ہو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجو تا کہ اللہ تعالیٰ کی مدد حاصل ہو۔

پس یہ وسعت صبر اور صلوٰۃ میں پیدا ہوگی تو اللہ تعالیٰ کی مغفرت بھی حاصل ہوگی اور تمام کام آسان ہوں گے اور ہوتے چلے جائیں گے، انشاء اللہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم کے اور فضل اور رحم کے دروازے کھلیں گے۔

پس ایک مومن کا تمہارا یہ کام ہے کہ اپنی کوششوں، اپنی عبادتوں، اپنی دعاؤں، اپنے اخلاق کو انتہا تک پہنچاؤ۔ جو کچھ تمہارے بس میں ہے وہ کر گزرو، پھر معاملہ خدا تعالیٰ پر چھوڑ دو۔ لیکن اگر صبر کا حق ادا نہیں کرو گے، اگر صلوٰۃ کا حق ادا نہیں کر رہے تو پھر یقیناً اللہ تعالیٰ کے انعامات کے حصہ دار نہیں بن سکتے۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ 22 نومبر 2013ء)

(روزنامہ الفضل 7 جنوری 2014ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مزید فرماتے ہیں:۔

"صبر کا ایک مطلب برائیوں سے بچنا بھی ہے، اس کے لئے توبہ اور استغفار کی ضرورت ہے۔

حضرت مسیح موعود نے ایک جگہ فرمایا ہے کہ:

"سچی توبہ اُس وقت ہوتی ہے جب ان تین باتوں کا خیال رکھا جائے۔ پہلی بات یہ کہ اُن تمام خیالات اور تصورات کو دل سے نکال دے جو دل کے فساد کا ذریعہ بن رہے ہیں، جو غلط کاموں کی طرف ابھارتے اور اُکساتے ہیں۔ یعنی جو بھی برائی دل میں ہے یا جس برائی کا خیال آتا ہے اُس سے کراہت کا تصور پیدا کرو۔ تمہیں کراہت آنی چاہئے۔ دوسری بات یہ کہ برائی پر ندامت اور شرم کا اظہار کرو۔ اپنے دل میں اتنی مرتبہ اُسے برا کہو کہ شرمندگی پیدا ہو جائے۔ دوسری بات ندامت اور شرم کا اظہار ہے اور تیسری بات یہ ہے کہ ایک پکا اور مصمّم ارادہ کرو کہ یہ برائی میں نے دوبارہ نہیں کرنی۔"

(ماخوذ از ملفوظات جلد اوّل صفحہ 87 ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

صبر میں یہی حالت پیدا کی جاتی ہے، تبھی صبر صحیح صبر کہلاتا ہے۔ پس اگر ہم نے اپنی یہ عادت کر لی اور اپنے صبر اور صلوٰۃ کے معیار حاصل کرنے کی بھرپور کوشش کی تو اللہ تعالیٰ کے غیر معمولی تائیدی نشان ظاہر ہوں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ وہ نشانات جن کا اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود سے وعدہ فرمایا ہے ہم بھی دیکھیں گے۔ یہ تو نہیں ہو سکتا کہ نہ ہم برائیوں سے بچنے کی کوشش کر رہے ہوں، نہ ہم نیکیوں پر قدم مار رہے ہوں، نہ ہم حضرت مسیح موعود کے مشن کی روح کو سمجھ رہے ہوں، نہ ہم اپنے ہر معاملے میں خدا تعالیٰ کی طرف رجوع کر رہے ہوں، نہ ہم مخلوق کے حق ادا کر رہے ہوں، نہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے کی طرف توجہ دے رہے ہوں جس کی برکت سے ہم اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے والے بن جاتے ہیں، نہ ہم نمازوں کا حق ادا کر رہے ہوں اور پھر بھی ہم یہ توقع رکھیں کہ دنیا کو ہم نے (دین) کے جھنڈے تلے لانا ہے۔ ان مقاصد کو اور اغراض کو پورا کرنا ہے جو حضرت مسیح موعود کی بعثت کی ہیں۔

دنیا (دین) کے جھنڈے تلے آئے گی اور انشاء اللہ تعالیٰ ضرور آئے گی لیکن اگر ہم نے اپنے حق ادا نہ کئے اور اپنے صبر اور صلوٰۃ کو انتہا تک نہ پہنچایا تو پھر ہم اُس فتح کے حصہ دار نہیں ہو سکیں گے۔ پس یہ حق ادا کرنے کی ہمیں کوشش کرنی چاہئے۔ دنیا کو ہم یہی بتاتے ہیں کہ ایک دن ہم نے دنیا پر غالب آنا ہے۔ اس دورے کے دوران بھی نیوزی لینڈ میں ایک جرنلسٹ نے مجھے سوال کیا کہ تم تھوڑے سے ہو تمہیں یہاں بیت کی کیا ضرورت ہے؟ پہلے ایک ہال موجود ہے۔ تو میں نے اُسے یہی کہا تھا کہ آج تھوڑے ہیں لیکن اس تعلیم کے ذریعہ جو قرآن کریم میں ہمیں ملی، ایک دن انشاء اللہ تعالیٰ کثرت میں بدل جائیں گے اور ایک کیا کئی (بیوت) کی ضرورت ہمیں یہاں پڑے گی۔ پس اس کے لئے دنیا میں ہر جگہ کوشش اور اپنی حالتوں پر نظر رکھنے کی ضرورت ہے۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ 22 نومبر 2013ء)

(روزنامہ الفضل 7 جنوری 2014ء)

قرآن محبوب الٰہی بناتا ہے

حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں:۔

"فرقان مجید باوجود ان تمام کمالات بلاغت وفصاحت و احاطۂ حکمت و معرفت ایک روحانی تاثیر اپنی ذات بابرکات میں ایسی رکھتا ہے کہ اس کا سچا اتباع انسان کو مستقیم الحال اور منور الباطن اور منشرح الصدر اور مقبول الٰہی اور قابل خطاب حضرت عزت بنا دیتا ہے اور اس میں وہ انوار پیدا کرتا ہے اور وہ فیوض غیبی اور تائیدات لاریبی اس کے شامل حال کر دیتا ہے کہ جو اغیار میں ہرگز پائی نہیں جاتیں اور حضرت احدیت کی طرف سے وہ لذیذ اور دلآرام کلام اس پر نازل ہوتا ہے جس سے اس پر دمبدم کھلتا جاتا ہے کہ وہ فرقان مجید کی سچی متابعت سے اور حضرت نبی کریم ﷺ کی سچی پیروی سے ان مقامات تک پہنچایا گیا ہے کہ جو محبوبانِ الٰہی کے لئے خاص ہیں...... یہ تاثیرات فرقان مجید کی سلسلہ وار چلی آتی ہیں اور جب سے کہ آفتاب صداقت ذات بابرکات آنحضرت ﷺ دنیا میں آیا اسی دم سے آج تک ہزار ہا نفوس جو استعداد اور قابلیت رکھتے تھے۔ متابعت کلام الٰہی اور اتباع رسول مقبول سے مدارج عالیہ مذکورہ بالا تک پہنچ چکے ہیں اور پہنچتے جاتے ہیں"۔

(براہین احمدیہ۔ دینی خزائن جلد 1 ص 528-529)

☆......☆......☆

غزوہ طائف (8ھ) کا عسکری تجزیہ

مکرم بریگیڈیئر (ر) دبیر احمد پیر صاحب

1۔ پس منظر

حنین میں شکست کے بعد بنوہوازن کی بچی کھچی فوج کے ایک حصہ نے طائف کے قلعہ میں پناہ لی۔ یہاں پہنچ کر انہوں نے پھر سے مسلمانوں کے خلاف جنگ کی تیاریاں شروع کر دیں۔ اور قلعہ بند ہو کر مقابلے کے لئے تیار ہو گئے۔

2۔ مروجہ عسکری Doctrine

اس زمانے کے عرب singlecombat میں مہارت رکھتے تھے۔ وہ دو بدو لڑائی کے بھی ماہر تھے لیکن انہیں محاصرے والی لڑائیوں کے بارے میں زیادہ علم نہیں تھا۔

سریہ ذی الکفین سے واپسی پر حضرت طفیل الدوسیؓ جو دبّابہ اور منجنیق ساتھ لائے تھے آنحضرت ﷺ نے انہیں استعمال کرنے کا فیصلہ فرمایا۔

حضرت سلمان فارسیؓ جنہوں نے غزوہ احزاب میں خندق کے نظریہ کو پیش کیا تھا مشاورت کے لئے موجود تھے۔ گو کہ ان کا علم خالص theoretical تھا کیونکہ انہوں نے اصل لڑائی میں کبھی حصہ نہیں لیا تھا۔

عربوں کو pursuit tactics کا بھی علم نہیں تھا۔ دشمن کی میدان جنگ میں شکست کو کافی سمجھا جاتا تھا اور اس کے خلاف کبھی operations pursuit نہیں کئے جاتے تھے۔

3۔ مخالف افواج

مسلمانوں کی تعداد تقریباً 12000 تھی جبکہ اہل طائف کی تعداد بھی تقریباً اتنی ہی تھی۔ طائف والوں کو مقامی سہولیات اور walled city کے سبب فوقیت حاصل تھی۔

4۔ طائف

طائف کا شہر پہاڑی علاقے میں واقع تھا اور ایک پرانے قلعے کی حیثیت رکھتا تھا۔ قلعے کی دیواروں اور مورچوں کو جنگ کے لئے تیار کیا گیا تھا اور شہر کے اندر کئی اونچی جگہوں کو observation اور show of force کے لئے تیار کیا گیا تھا۔ قلعے کے ارد گرد کا علاقہ بالکل cover کے بغیر تھا گو کہ پھلوں کے چند باغات موجود تھے۔

5۔ دونوں افواج کے منصوبے

......مالک بن عوف کا منصوبہ

مالک بن عوف حنین سے اپنی بچی کھچی فوج لے کر تیزی کے ساتھ طائف پہنچا اور مسلمانوں کے ساتھ ایک لمبی لڑائی کی تیاریوں میں مصروف ہو گیا۔ اس نے تیزی کے ساتھ بڑی مقدار میں کھانے پینے کی اشیاء اکٹھی کیں۔ اس کا مسلمانوں کے ساتھ ایک لمبی اور صبر آزما جنگ لڑنے کا ارادہ تھا۔ اس نے اندازہ لگا لیا تھا کہ چونکہ اسلامی فوج کا مزاج اس قسم کی جنگ لڑنے کا نہیں تھا اس لئے اسے امید تھی کہ وہ زیادہ دیر تک محاصرہ جاری نہیں رکھ سکیں گے۔

اگر مسلمانوں نے شہر پر قبضہ کرنے کیلئے زیادہ حملے کئے تو ان کا زیادہ جانی نقصان ہونے کا خدشہ تھا جس صورت میں شاید وہ جلد واپس چلے جاتے۔

جب مسلمان واپس جانے کے لئے محاصرہ اٹھائیں گے تو مشرکین شہر سے نکل کر ان پر حملہ کریں گے تاکہ انہیں نقصان پہنچائیں۔

یہ منصوبہ صرف اس صورت میں کامیاب ہو سکتا تھا جب مسلمان وہاں سے ممکنہ طور پر پیچھے ہٹتے۔

......مسلمانوں کا منصوبہ

اسلامی لشکر 12 شوال 8 ہجری کو اوطاس سے روانہ ہوا۔

اسلامی لشکر وادی نخلہ اور وادی القرن سے گزرتا ہوا طائف کے شمال مغرب میں واقعہ میدانی علاقے میں پہنچ گیا۔ یہاں سے اسلامی لشکر نے اپنا رخ تبدیل کیا اور نخاب اور سدرہ سے ہوتا ہوا طائف کے عقب میں نمودار ہوا۔

اس مارچ میں حضرت خالد بن ولید بنو سلیم کے ساتھ اسلامی لشکر کے آگے آگے بطور advance guard کے چل رہے تھے۔

اسلامی لشکر 15 شوال 8 ہجری کو طائف پہنچا اور شہر کا محاصرہ شروع کیا۔

وہاں پہنچ کر اسلامی لشکر نے اپنا ایک کیمپ طائف کی دیوار کے نزدیک لگایا۔ کچھ دیر کے بعد وہاں پر دشمن نے تیروں کی بارش شروع کی جس کے سبب چند مسلمان شہید ہو گئے۔ مسلمانوں نے یہاں سے اپنا کیمپ شفٹ کر کے مسجد ابن عباس کی موجودہ جگہ پر لگایا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے شہر کا محاصرہ اس طرح پلان کیا کہ نہ تو اہل طائف شہر سے باہر نکل سکیں اور نہ ہی کوئی اندر آسکے۔

6۔ جنگ کی کارروائی

اس جنگ میں دونوں افواج کے درمیان زیادہ تر لڑائی ایک دوسرے پر تیروں کے تبادلے کی صورت میں ہوئی۔

سریہ ذی الکفین سے واپسی پر حضرت طفیل الدوسیؓ اپنے ساتھ جو دبّابہ اور منجنیق لائے تھے انہیں قلعے کے سامنے نصب کروا کر قلعے پر تیر اندازی اور سنگباری کی گئی۔ جواباً اہل طائف نے قلعے کے اندر سے شدید تیر اندازی کی اور دبابہ کے ذریعہ آگ میں دہکائی سلاخیں اسلامی لشکر پر پھینکیں۔ دونوں طرف سے یہ مقابلہ کچھ دیر چلتا رہا۔ مسلمان ایک مرتبہ دبابہ کے ذریعہ قلعہ کی دیوار میں شگاف کرنے میں کامیاب ہو گئے لیکن جب وہ آگے بڑھے تو دشمن نے ان پر لوہے کے جلتے ہوئے ٹکڑے پھینکے جن کی وجہ سے بہت سے مسلمان زخمی ہوئے اور کئی شہید بھی ہو گئے۔ اسی طرح تقریباً دو ہفتے گزر گئے۔ محاصرہ طول پکڑ رہا تھا۔ نہ تو مسلمان قلعے میں داخل ہو سکتے تھے اور نہ ہی اہل طائف باہر نکل کر لڑتے تھے۔ کئی مرتبہ مسلمانوں نے قلعے پر حملے کی کوشش کی لیکن اہل طائف کے تیروں کی بارش انہیں واپس جانے پر مجبور کر دیتی۔

اس دوران آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلان کروایا کہ جو شخص بھی قلعہ کی فصیل سے اتر کر مسلمانوں کے پاس آجائے گا وہ آزاد ہوگا۔ اس پر تئیس (23) آدمی اتر کر مسلمانوں سے آملے۔ ان لوگوں میں حضرت ابوبکرہ نفیع بن الحارثؓ بھی تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سب کو آزاد کر دیا اور ان میں سے ہر ایک کو ایک ایک مسلمان کے سپرد کر دیا جو اُن کی نگہداشت کرتا تھا۔ اس واقعہ کا اہل طائف پر بہت اثر پڑا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے محاصرہ کی صورتحال کے پیش نظر حضرت نوفل بن معاویہ الدیلیؓ سے مشورہ کیا جس پر انہوں نے عرض کی کہ چونکہ طائف کو فتح کرنا مقصود نہیں تھا بلکہ مقصد صرف دشمن کی فوج کا تعاقب تھا اور ان قبائل پر اسلامی لشکر کا رعب قائم کرنا تھا اور یہ غرض پوری ہو چکی تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمرؓ کو فوج کی واپسی کے اعلان کا ارشاد فرمایا۔ اس اعلان پر بعض لوگوں نے یہ اظہار کیا کہ ہم بغیر فتح کے کیونکر واپس جا رہے ہیں؟ ہم کل بھی لڑنا چاہتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی خواہش پر اس دن واپسی کا ارادہ ملتوی فرما دیا۔ چنانچہ وہ لوگ اگلے دن لڑنے کے لئے نکلے لیکن دشمن کی کارگر تیر اندازی کے سامنے کسی قسم کی پیش رفت نہ ہو سکی اور کئی مسلمان زخمی ہوئے۔

اس غزوہ میں 12 مسلمان شہید ہوئے اور متعدد زخمی ہوئے۔

غنائم کی تقسیم

جعرانہ طائف اور مکہ کے درمیان لیکن مکہ کے نسبتاً قریب ایک مقام ہے جو عراق کے راستہ پر مکہ سے ایک برید یعنی 12 میل کے فاصلے پر ہے۔ غزوہ حنین سے فارغ ہو کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بنوہوازن کے قیدی اور غنائم وغیرہ جعرانہ میں چھوڑ کر طائف کے محاصرہ کے لئے تشریف لے گئے تھے۔ اب وہاں سے فارغ ہو کر 5 ذوالقعدہ کو جعرانہ تشریف لائے تاکہ اموال غنائم کی تقسیم وغیرہ کا انتظام کیا جا سکے۔ اموال غنائم کی تفصیل درج ذیل ہے:

- ......قیدی: 6000
- ......اونٹ: 24000
- ......بکریاں: 40000
- ......چاندی: 4000 اوقیہ

عسکری نقطۂ نظر سے مہم کا تجزیہ

1۔ محاصرہ اٹھانے کی وجوہات

......مسلمانوں کو مدینہ سے نکلے ہوئے کافی وقت ہو گیا تھا۔ نو مسلموں کو اسلامی جنگوں کا کوئی تجربہ نہیں تھا۔ جب محاصرہ لمبا ہو گیا تو ان میں تھکاوٹ کے آثار نمایاں ہوئے اور انہوں نے واپس جانے کی خواہش کا اظہار کیا۔

......مسلمانوں نے اہل طائف اور بنوہوازن پر اپنا رعب قائم کر دیا تھا اور اس علاقے کے قبائل کو حنین میں بھرپور شکست دی تھی۔ ان قبائل کی جانب سے مستقبل میں کسی قسم کے خطرہ کی امید نہیں تھی۔

2۔ اچانک پن (surprise):

گو کہ بنوہوازن نے حنین میں مسلمانوں کے خلاف کامیاب گھات لگا کر اچانک پن حاصل کر لیا تھا لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قائدانہ صلاحیتوں اور آپ کی جانب سے غیر معمولی بہادری اور شجاعت کے مظاہرے کے سبب مسلمان ایک بڑے نقصان سے بچ گئے۔ اس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ظاہر کر دیا کہ گو اچانک پن جنگ کے دوران ایک بہت اہم جزو کی حیثیت رکھتا ہے لیکن اس کے اثر کو شجاعت، بہادری اور بروقت فیصلہ کی طاقت سے کم یا ختم کیا جا سکتا ہے۔

3۔ لیڈرشپ (leadership)

حنین اور طائف کی مہم ایک ہی سلسلے کی جنگ تھی۔ اس میں حنین کے موقع پر تو مسلمانوں پر کڑا وقت آ گیا تھا لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قائدانہ صلاحیتوں کے سبب اسلامی فوج کی بچت ہو گئی اور ایک بڑا نقصان ٹل گیا۔ اس کے مقابلے میں دشمن کا کمانڈر بہادر تو تھا لیکن اس میں قائدانہ صلاحیتوں کی کمی تھی جس کے سبب بنوہوازن کے کامیاب گھات کے باوجود وہ مسلمانوں کو زیادہ نقصان نہ پہنچا سکا۔

4۔ انٹیلیجنس (intelligence)

دونوں افواج نے ایک دوسرے کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کیلئے مؤثر انٹیلیجنس network بنایا ہوا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ایک جاسوس بھجوا کر دشمن کے ارادے، فوج کی تعداد اور اس کی پوزیشن کے بارے میں معلومات حاصل کیں اور اس کے ذریعہ انہیں اپنا منصوبہ بنانے میں آسانی ہوئی۔ دشمن نے بھی مسلمانوں کے بارے میں معلومات حاصل کیں اور انہیں حنین میں trap کیا۔

5۔ حوصلہ(morale)

اسلامی لشکر کے حوصلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ان کے درمیان موجودگی کے سبب بہت بلند تھے جبکہ دشمن کے کمانڈر نے اپنے منصوبے میں اپنی فوج کا حوصلہ بلند رکھنے کے لئے عورتوں اور بچوں کو ساتھ لانے کا پلان بنایا ہوا تھا تا کہ کسی مشکل کے وقت فوج بھاگ نہ جائے۔ اس کے باوجود حنین کی شکست کے بعد بنو ہوازن اپنی عورتوں اور بچوں کو چھوڑ کر بھاگ گئے۔

6۔ انتظامی امور

اہل طائف نے اپنے قلعہ میں بڑی مقدار میں کھانے پینے کی اشیاء، کپڑے، سامان حرب اور دیگر اشیاء مسلمانوں سے جنگ سے پہلے ہی جمع کر لی تھیں۔ محاصرے کے دوران انہیں انتظامی معاملے میں کوئی کمی درپیش نہیں ہوئی۔ بہتر انتظامی امور کے سبب انہوں نے مسلمانوں کو محاصرہ اٹھانے پر مجبور کر دیا۔

7۔ Pursuit کی اہمیت

حنین میں دشمن کی شکست کے بعد اگر اسلامی فوج دشمن کا تیزی سے پیچھا کرتی تو انہیں طائف کے قلعہ میں پناہ لینے سے پہلے روک سکتی تھی۔ عرب میں hot pursuit آپریشنز کا رواج نہیں تھا اور نہ ہی انہیں اس کی تکنیک کا علم تھا۔

8۔ Current Tactical Doctrine

مسلمانوں کو نہ تو pursuit tactics اور نہ ہی محاصرے کی جنگ کی تکنیک سے آگاہی تھی۔ اہل طائف ایک لمبے عرصہ سے قلعہ میں رہ رہے تھے اور قلعہ میں سے دفاعی جنگ لڑنے کے طریقوں سے آگاہ تھے۔

نتائج

غزوۂ حنین اور غزوہ طائف ایک ہی لڑائی کے دو phase تھے۔ گو کہ بظاہر ان غزوات کا اختتام بنو ہوازن کی مکمل شکست کی صورت میں تو سامنے نہیں آیا لیکن مسلمانوں نے اپنے مقصد کو پورا کر لیا جو یہ تھا کہ دشمن پر اپنا رعب قائم کرنا تا کہ وہ آئندہ ان پر حملہ کرنے یا ان کے خلاف تخریبی کارروائیوں سے باز رہے۔ اس لڑائی سے مسلمانوں نے بھی بہت کچھ سیکھا۔ انہیں پہلی مرتبہ ایک بڑی فوجی نفری حاصل تھی لیکن اس کے باوجود حنین کے مقام پر وہ دشمن کی گھات کا نشانہ بنے اور اس ناگہانی کیفیت سے انہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارکہ نے نکالا۔ دوسرا تجربہ انہیں محاصرے کی جنگ کا ہوا۔ مسلمانوں کو اس طریق جنگ کا بالکل تجربہ نہیں تھا۔ انہیں اس بات کا بھی اندازہ ہو گیا کہ اگر دشمن کی پوزیشن اور منفرد طریق جنگ کے بارے میں معلومات حاصل ہوں تو پھر اس کے لئے ٹریننگ لے کر جنگ کے لئے نکلنا چاہئے۔ مجموعی طور پر مسلمان اب عرب کی سب سے بڑی طاقت بن چکے تھے۔

مکرم منور احمد تنویر صاحب

میرے ماموں پیر سلطان عالم صاحب آف گولیکی

میرے پیارے ماموں پیر سلطان عالم صاحب مورخہ 26 نومبر 1922ء کو گولیکی ضلع گجرات میں ایک مخلص احمدی، دیندار اور درویش صفت شخص محترم پیر شیر عالم صاحب (بی۔اے۔بی ٹی، ریٹائرڈ ہیڈ ماسٹر) کے گھر پیدا ہوئے۔ آپ کے والد محترم کی بیعت کا ذکر کرتے ہوئے ایک اُردو کلاس میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے فرمایا ”زمانہ طالب عالمی میں اپنے پیر خاندان سے بغاوت کرتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الاول کے زمانے میں بیعت کی تھی۔ طالب علم تھے۔ چونکہ پیروں کا خاندان تھا ان کا بڑا رعب داب تھا ان کے رعب کی وجہ سے دل سے سچا مانتے تھے مگر ڈرتے تھے۔ آخر بغاوت کر دی اور حضرت خلیفۃ المسیح الاول کے زمانے میں قادیان میں جا کر ان کی بیعت کر لی“۔ اسی اُردو کلاس میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے آپ کے خاندان کے بارہ میں فرمایا ”ان کا خاندان پیروں کا خاندان تھا۔ اپنے علاقے میں بڑی عزت رکھتا تھا“۔

(روزنامہ الفضل 18/اکتوبر 1999ء ص2)

ماموں کی والدہ محترمہ کا نام حمیدہ بیگم صاحبہ تھا۔ وہ بھی بفضل اللہ تعالیٰ احمدیت کی شیدائی اور ایک بزرگ خاتون تھیں۔ آپ کے والدین تعلیم یافتہ اور بڑے روشن دماغ تھے۔ اس طرح سے آپ کی ابتدائی تعلیم و تربیت ہی ایک مذہبی اور علمی گھرانہ میں ہوئی۔ آپ نے 1932ء میں پرائمری میں وظیفہ حاصل کیا۔ 1936ء میں مڈل کا امتحان بھی فرسٹ ڈویژن میں پاس کیا۔ پھر آپ کے والد محترم نے آپ کو نویں کلاس میں تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان میں داخل کروا دیا۔ وہاں سے آپ نے 1938ء میں میٹرک کا امتحان درجہ اول میں پاس کیا۔ دوران قیام قادیان آپ تحریک جدید بورڈنگ ہاؤس میں مقیم رہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے آپ نہ صرف یہ کہ نمازیں بڑی باقاعدگی سے باجماعت پڑھتے تھے بلکہ عمر کے اس حصہ میں باقاعدہ، تہجد گزار بھی تھے۔ اور تہجد گزار ہونے کی وجہ سے قادیان میں انعام بھی حاصل کرتے رہے۔ پھر آپ واپس اپنے گاؤں آ گئے۔ تو آپ کے والد محترم نے آپ کو زمیندارہ کالج گجرات میں ایف۔اے میں داخل کروا دیا۔ وہاں سے 1940ء میں اعلیٰ درجہ دوم میں ایف۔اے پاس کر لیا۔ پھر C.M.A کے مقابلہ کے امتحان میں کامیاب ہو کر ملٹری کے شعبہ اکاؤنٹس میں ملازم ہو گئے۔ آپ کی پہلی تعیناتی فورٹ سنڈیمن بلوچستان میں ہوئی۔ پھر کچھ عرصہ کے بعد آپ کی تبدیلی دہلی میں ہو گئی۔ اسی دوران کچھ عرصہ آپ شملہ میں بھی بسلسلہ ملازمت مقیم رہے۔ دوران ملازمت ہی آپ نے منشی فاضل کا امتحان پاس کر کے 1946ء میں B.A پاس کر لیا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ساڑھے انیس سال کی عمر میں ہی 1942ء میں ہی آپ نظام وصیت میں شامل ہو گئے تھے۔ جب حضرت مصلح موعود نے اپنی جائیدادیں وقف کرنے کا ارشاد فرمایا۔ تو فوراً اس پر لبیک کہتے ہوئے اپنی جائیداد وقف کر دی۔ حضرت مصلح موعود کے ارشاد پر تحریک جدید کے پانچ ہزار مجاہدین میں نہ صرف آپ کے والدین بلکہ آپ بھی شامل تھے۔

جب دہلی کے حالات خراب ہونے شروع ہو گئے تو آپ نے سرکاری ملازمت سے استعفیٰ دے دیا اور زندگی وقف کر دی۔ حضرت مصلح موعود نے آپ کی تقرری بطور معاون ناظر ضیافت کر دی۔ اور آپ نے اپنی ذمہ داریاں نہایت ہی جانفشانی سے ادا کرنا شروع کر دیں۔ 1942ء میں جب آپ کی عمر صرف بیس سال تھی تو آپ کے والد محترم نے آپ کی شادی حضرت ڈاکٹر عمر دین صاحب رفیق حضرت مسیح موعود کی بیٹی محترمہ رضیہ قمر سلطانہ صاحبہ سے کر دی۔ حضرت ڈاکٹر عمر دین صاحب کا تعلق بھی چونکہ گجرات سے تھا اس لئے وہ آپ کے والد محترم کے قریبی واقف کاروں میں سے تھے۔ پیر سلطان عالم صاحب اگرچہ ابھی شادی کے لئے رضامند نہ تھے مگر باعث ادب اپنے والد محترم کو انکار نہ کر سکے۔ یہ تو کسی کو بھی معلوم نہ تھا کہ مستقبل قریب میں کیا ہونے والا ہے۔ چار سال کے عرصہ میں خدا تعالیٰ نے آپ کو دو بیٹوں سے نوازا۔ آپ سب قادیان میں ہی رہائش پذیر تھے۔ لیکن جب حالات خراب ہونے شروع ہوئے تو آپ نے اپنی اہلیہ اور بیٹے کو گولیکی بھجوا دیا۔ جولائی 1947ء میں صرف ایک رات کے لئے اپنے گاؤں آئے اور اپنے چھوٹے بیٹے کو پہلی مرتبہ دیکھا۔ جس کی پیدائش گولیکی میں ہی ہوئی۔ پھر اگلے ہی روز واپس قادیان چلے گئے۔ 19/ستمبر 1947ء کو آپ نے اپنے والدین کو جو خط تحریر کیا وہ 25/ستمبر 1947ء کو گولیکی پہنچا۔ آپ نے اس خط میں تحریر کیا کہ ”حضور کا حکم ہے کہ عورتوں اور بچوں کو بھیج دو اور خوب ڈٹ کر مقابلہ کرو ہم تو حضور کے حکم کے مطابق خون کا آخری قطرہ بہانے کے لئے یہاں بیٹھے ہیں“۔ مورخہ 4/اکتوبر 1947ء کو کرفیو اُٹھنے کے بعد جب بعض بیرونی محلوں میں رہنے والے احمدی اپنے مکانوں کی دیکھ بھال کے لئے باہر جانے لگے تو بڑے بازار کے اختتام پر جو ریتی چھلہ سے ملتا ہے دن دیہاڑے سرِ بازار سات احمدیوں کو گولیوں کا نشانہ بنایا گیا۔ ان لوگوں میں پیر سلطان عالم صاحب (بی۔اے، نائب ناظر ضیافت) بھی تھے۔

اُس وقت ناظر ضیافت حضرت قاضی محمد عبداللہ صاحب رفیق حضرت مسیح موعود (بی اے، بی ٹی) تھے۔ آپ نے ان کی وفات پر اپنے تاثرات کا اظہار درج ذیل الفاظ میں فرمایا۔

مرحوم واقعی نہایت صالح مخلص نوجوان احمدی تھا۔ اپنی شب و روز محنت وسعی سے سلسلہ عالیہ کی خدمت میں اپنے فرائض ادا کرتے۔ ہمیں اپنا گرویدہ بنا لیا۔ رات کے دس دس بجے تک کام کرتے رہتے اور صبح تہجد کے لئے بھی جاگتے اور نماز فجر کے بعد فوراً جملہ انتظامی امور کی طرف متوجہ ہو جاتے۔ دراصل ہر وقت فرائض مفوضہ کے ادا کرنے میں مستعد رہتے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے مورخہ 14 مئی 1999ء کو بمقام بادکروس ناخ (جرمنی) میں جو خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ اس میں آپ نے پیر سلطان عالم صاحب کی راہ مولیٰ میں قربانی کا بھی تفصیلی ذکر فرمایا۔ اس کے علاوہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے اپنی فرمودہ 27 جنوری 1999ء کو اردو کلاس میں بھی آپ کی قربانی کا ذکر فرمایا۔ آپ نے فرمایا۔ ”وہ لنگر خانے میں ڈیوٹی پر ہوتے تھے۔ وہ ریتی چھلے میں سے گزر کر جا رہے تھے وہاں بہت سارے قافلے آتے رہتے تھے۔ سکھوں کا اور مخالفوں کا بہت جوش ہوا کرتا تھا۔ وہ بیچارے روئی وغیرہ کا حال پوچھنے جا رہے تھے کہ ان کو قربان کر دیا گیا“۔ خلیفہ وقت کے فرمائے ہوئے جملے بھی آپ اور آپ کے اہل و عیال کے لئے ایک بہت بڑا اعزاز ہیں۔

صدر انجمن احمدیہ پاکستان کی رپورٹ 48-1947ء میں لکھا ہے ”وہ دن رات مہمان خانہ کے اندر رہتے اور مہمانوں کی ضروریات کو پورا کرنے میں بہت دلچسپی لیتے تھے مگر افسوس کہ 4/اکتوبر کی صبح کو جبکہ وہ اپنے فرائض ادا کر کے کرفیو دو گھنٹے اُٹھ جانے کی وجہ سے باہر محلّہ جانے کے لئے قصد کرتے ہوئے بھائی محمود احمد صاحب میڈیکل ہال کی دکان سے گزر رہے تھے کہ ایک ظالم سکھ سپاہی نے انہیں گولی کا نشانہ بنا کر قربان کر دیا۔ اللہ تعالیٰ ان کو غریق رحمت کرے اور ان کے درجات بلند کرے“۔

(صفحہ نمبر 34)

بہشتی مقبرہ قادیان میں آپ کا یادگار کتبہ نصب ہے۔ آپ کی اچانک وفات کا بوڑھے والدین کو از حد صدمہ ہوا مگر انہوں نے صبر کا دامن ہاتھ سے نہ جانے دیا اور اپنے مولا کی رضا میں راضی رہے۔ راہ مولیٰ میں قربانی کے وقت آپ کے بڑے بیٹے کی عمر صرف 3 سال اور چھوٹے بیٹے کی صرف 11 ماہ تھی۔ آپ کے والدین نے دونوں پوتوں کو اپنی اولاد سے بڑھ کر پیار دیا۔ اور ان کی ہر طرح کی تعلیم و تربیت کا خیال رکھا۔ اللہ تعالیٰ نے بھی خاص فضل فرمایا اور دین کے ساتھ ساتھ دنیاوی طور سے بھی ماموں جان کے دونوں بیٹوں نے اعلیٰ مقام حاصل کیا۔ آپ کے بڑے بیٹے محترم پیرزادہ خلیل احمد صاحب نے B.A-B.Ed کیا۔ ریٹائرڈ

باقی صفحہ 5 پر

منشی امیر احمد مینائی۔ منتخب اشعار

خنجر چلے کسی پہ تڑپتے ہیں ہم امیرؔ
سارے جہاں کا درد ہمارے جگر میں ہے

متحدہ برصغیر (پاک و ہند) میں امیر احمد مینائی لکھنؤ مکتبہ فکر کے آخری بڑے شاعر تسلیم کئے جاتے ہیں۔ آپ کی شاعرانہ عظمت کے اظہار کے لئے علامہ مختار شاہجہانپوری کے دو شعر کافی ہیں:۔

ہو جو محتاج سند وہ نہیں میری تحریر
جو مرے منہ سے نکل جائے وہ پتھر کی لکیر
نشہ کیونکر نہ ہو سر میں سخن آرائی کا
نام لیوا ہوں امیر احمد مینائی کا

نیز مکرم لطف الرحمٰن محمود رقم طراز ہیں: ''حضرت حافظ صاحب (مختار شاہجہانپوری) حضرت امیر مینائی کی یادگار تھے۔ ریاض خیر آبادی اور جناب دل شاہجہانپوری وغیرہ مشہور شعراء اور شاگردان امیر کے خواجہ تاش تھے۔ فخر سے فرمایا کرتے تھے کہ امیر مینائی کے کسی شاگرد نے حضرت اقدس بانی سلسلہ احمدیہ کی مخالفت نہیں کی اور اپنی زبان اور قلم کو احمدیت کی مذمت سے آلودہ نہیں ہونے دیا۔ اس حقیقت کو بیان کرکے آپ بہت مسرور نظر آتے تھے............ (حیات مختار صفحہ 179 مؤلفہ سلیم شاہجہانپوری)

امیر مینائی کے کچھ منتخب اشعار جو ان کے دیوان ''مرآۃ الغیب'' اور ''صنم خانہ عشق'' سے لئے گئے ہیں: ملاحظہ کیجئے۔

اچھے عیسیٰ ہو مریضوں کا خیال اچھا ہے
ہم مرے جاتے ہیں تم کہتے ہو حال اچھا ہے
تجھ سے مانگوں میں تجھی کو کہ سبھی کچھ مل جائے
سو سوالوں سے یہی ایک سوال اچھا ہے

....

ساری دنیا کے ہیں وہ میرے سوا
میں نے دنیا چھوڑ دی جن کے لئے
وصل کا دن اور اتنا مختصر
دن گنے جاتے تھے اس دن کے لئے

....

رُتبہ شہید عشق کا گر جان جایئے
قربان ہونے والے پہ قربان جایئے
پہچان پر ہے ناز تو پہچان جایئے
کیا ہے ہمارے دل میں بھلا جان جایئے

....

وہ صورت نہ آنکھوں میں اب ہے نہ دل میں
مکیں سے ہیں خالی مکاں کیسے کیسے
خزاں لوٹ ہی لے گئی باغ سارا
تڑپتے رہے باغباں کیسے کیسے

اگر چشم بصیرت ہے رفاقت سیکھ سائے سے
کہ رہرو جس طرف چلتا ہے یہ بھی ساتھ چلتا ہے
کہیں شادی کہیں غم، طرفہ دنیا کی دو رنگی ہے
پہنتا ہے کفن کوئی، کوئی کپڑے بدلتا ہے

....

وہ مزہ دیا تڑپ نے کہ یہ آرزو ہے یا رب
مرے دونوں پہلوؤں میں دل بے قرار ہوتا

....

جوانی میں نہ کر غفلت سفر کرنا ہے پیری میں
مسافر رات سے کرتا ہے ساماں دن کی منزل کا

....

کیسی گھڑی تھی گھر سے جو نکلا تھا میں غریب
پھر دیکھنا نصیب نہ مجھ کو وطن ہوا

....

کیسی راہ عدم آباد ہے ہموار امیرؔ
چین سے سوتے چلے جاتے ہیں جانے والے

....

قریب ہے یارو روزِ محشر چھپے گا کشتوں کا قتل کیونکر
جو چپ رہے گی زبان خنجر لہو پکارے گا آستیں کا

(مرسلہ: مکرم انور ندیم علوی صاحب)

☆............☆............☆

بقیہ از صفحہ 4 مکرم پیر سلطان عالم صاحب

ہیڈ ماسٹر ہیں اور گولیکی میں ہی رہائش پذیر ہیں۔ آپ نے بطور قائد خدام الاحمدیہ گولیکی، قائد علاقہ، نائب ناظم انصار اللہ ضلع اور سیکرٹری اصلاح وارشاد ضلع کے خدمت کی توفیق پائی۔ آج کل تاریخ ضلع گجرات مرتب کر رہے ہیں۔ آپ کے دوسرے بیٹے نعیم احمد جاوید صاحب کرنل ریٹائرڈ ہیں اور گجرات شہر میں مقیم ہیں۔ آپ نے بطور سیکرٹری تحریک جدید ضلع، سیکرٹری وقفِ نو ضلع، صدر حلقہ، نائب ناظم تحریک جدید انصار اللہ، نائب امیر ضلع اور امیر ضلع کے خدمت کی توفیق پائی۔ آپ کے ایک پوتے پیرزادہ حماد رضا بطور مربی سلسلہ خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔ آپ کی ایک پوتی عزیزہ ڈاکٹر نوشابہ بتول نے جلسہ سالانہ برطانیہ 2014ء کے موقع پر حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز کے دستِ مبارک سے تعلیمی ایوارڈ برائے P.hd حاصل کیا۔ عزیزہ نے برطانیہ کی مڈل سیکس یونیورسٹی سے ہیومین ریسورسز میں ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کی ہے۔ آپ کی اہلیہ محترمہ رضیہ صاحبہ کی وفات 19 مئی 2004ء کو بعمر 80 برس ہوئی۔ آپ کی تدفین گولیکی کے آبائی قبرستان میں ہوئی۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کی جملہ نسلوں کو بھی اور ہمیں بھی آپ کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرماتا رہے۔ آمین

☆............☆............☆

حضرت مولوی جمال الدین صاحب

یکے از 313 حضرت مولوی جمال الدین صاحب ساکن سید والہ بھی حضرت اقدس کے ابتدائی خدام میں سے تھے۔ آپ ایک ذی علم شخصیت کے مالک تھے اور سلسلہ احمدیہ کے ایک پُرجوش داعی الی اللہ تھے۔ 22 جون 1897ء کو قادیان میں جلسہ ڈائمنڈ جوبلی منایا گیا جس میں علاوہ دیگر علماء کی تقاریر کے حضرت مولوی جمال الدین صاحب نے بھی پنجابی میں تقریر کی حضرت مسیح موعود نے اس کا ذکر اپنی تحریر بنام ''جلسہ احباب'' (روحانی خزائن جلد 12) میں فرمایا ہے۔ آپ بفضلہٖ تعالیٰ 313 کبار رفقاء میں شامل ہیں۔ آپ کا نام 60 نمبر پر موجود ہے۔

ایک ماہ بعد یعنی 22 جولائی 1905ء کو آپ کی دختر نیک اختر نے وفات پائی۔ مرحومہ بھی سلسلہ احمدیہ میں داخل تھیں۔ آخیر وقت تک یہ خواہش کرتی رہیں کہ مجھے قادیان لے چلو تا کہ میرا جنازہ خود حضور پڑھیں لیکن مرحومہ کی یہ خواہش جنازہ غائب کی صورت میں ہی پوری ہوئی۔ حضرت مولوی صاحب کے داماد حضرت مولوی عبدالحق صاحب بھی آپ ہی کی طرح پُرجوش داعی الی اللہ تھے، نہایت ذہین اور زیرک آدمی تھے۔

(الحکم 31 جولائی 1905ء ص 1)

مکرم نذیر احمد سانول صاحب

مکرم چوہدری شریف احمد بھٹی صاحب کا ذکر خیر

مکرم شریف احمد صاحب بھٹی سابق سیکرٹری مال جماعت احمدیہ چک نمبر 98 شمالی ضلع سرگودھا چار بھائی تھے۔ غلام احمد صاحب، بشیر احمد صاحب اور محمود احمد صاحب بھٹی سابق امیر 98 شمالی ان کے والد گرامی کا نام چوہدری فتح علی بھٹی تھا ان کا اصل وطن اور ضلع سیالکوٹ تھا۔ یہ خاندان حضرت چوہدری غلام حسین صاحب بھٹی رفیق حضرت مسیح موعود کے ذریعہ نور احمدیت سے منور ہوا تھا۔

آپ کی پیدائش اندازاً 1925ء کی ہے۔ 1940ء میں انگریز کی فوج میں بھرتی ہو گئے تھے اور کارہائے نمایاں انجام دیئے۔ اپنی بہترین کارکردگی کی بناء پر افسران کی نظر میں قدر کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے اسی طرح فرقان بٹالین میں بھی خدمات کی توفیق ملی۔ اس فورس میں مجاہدانہ کام انجام دیتے رہے۔ دراز قد، خوبصورت خدوخال اور مضبوط جسم کے مالک تھے۔ اپنے مفوضہ امور کو بروقت انجام دینا آپ کا بہترین وصف تھا۔ حوالدار کے عرف سے معروف تھے۔

ضرورت مندوں کا خیال

دکھی انسانیت کی خدمت کے لئے کوشاں رہتے۔ اپنے بیگانے یکساں فیض پاتے۔ خفیہ اور ظاہری دونوں طرح کی مدد کرتے تھے۔ آپ کی امداد کے کئی واقعات ہیں۔ ایک واقعہ بغرض دعا تحریر کرتا ہوں۔ خاکسار کی تعیناتی چک 98 شمالی میں 2010ء میں ہوئی تھی۔ اس وقت چوہدری صاحب موصوف صحت مند تھے اور چلتے پھرتے تھے۔

محمد اکرم صاحب جنجوعہ ساکن 98 شمالی سنایا کرتے تھے کہ میں لاولد تھا اور اپنے ایک عزیز کی بچی کو پالا ہوا تھا۔ جب اس بچی کا رشتہ طے کیا تو تاریخیں طے کرنے کے لئے رشتہ دار آ گئے برادری نے زور دیا کہ اسی ماہ کی فلاں تاریخ کو رخصتی کر دیں ورنہ رشتہ ختم۔ یہ کہہ کر چلے گئے اکرم صاحب کہا کرتے تھے کہ میں بڑا پریشان ہوا میرے پلے کچھ نہ تھا میرے ذہن میں ایک سہارا ابھرا کہ اگر اللہ مدد کرے تو کام بن جائے گا بھٹی صاحب کا در کھٹکھٹانا چاہئے آپ سے میں نے اپنی مشکل اور پریشانی بتائی کہ برادری والے یہ دھمکی دے گئے ہیں۔ کہنے لگے آپ بے فکر ہو جائیں پریشانی کو ذہن سے نکال دیں۔ برادری کو پیغام بھیج دیں کہ آپ اپنی مجوزہ تاریخ والے دن بارات لے کر آ جائیں۔ یہ کہہ کر اندر چلے گئے اور خطیر رقم لا کر دے دی جس سے میں نے بچی کا باعزت رخصتانہ کر دیا مرحوم یہ واقعہ سنا کر آبدیدہ ہو جایا کرتے تھے۔

جماعتی خدمات

چوہدری شریف احمد صاحب نے خدا تعالیٰ کے فضل سے خدمت دین کی توفیق پائی۔ دیگر شعبہ جات کے علاوہ بطور سیکرٹری مال چک نمبر 98 شمالی کی لمبے عرصہ تک خدمت کی ہے۔ آپ کی عادت تھی کہ ہر کام بروقت ہو۔ بجٹ اولین وقت میں تیار کرتے۔ اصل مرکز ارسال کر دینا نقل اپنے پاس محفوظ رکھنا۔ بجٹ کی وصولی کے بارے میں بڑے ذمہ دار اور حساس تھے۔ قدرت نے یہ بات ان کے ذہن میں داخل کر رکھی تھی کہ کس چندہ دہندہ کو کب اور کس وقت کہیں سے آمد ہوتی ہے۔ موصوف اسی وقت اس آدمی کے پاس پہنچ جاتے اسے مالی قربانی کی تحریک کرتے، وصولی کرتے۔ پھر آج کا کام آج ہی تکمیل کی بناء پر اسے آج ہی روزنامہ اور کھاتے میں درج کرتے اور یہ آپ کی بہت بڑی خوبی تھی۔ مرکز کی طرف سے جب شعبہ محاسبہ والے جائزہ کی خاطر تشریف لاتے تو ہر کام کی تکمیل پا کر لطف اندوز ہوتے۔

راہ مولیٰ میں تکلیف

حوالدار صاحب کو بھی جماعت کے مخالفین نے نقصان پہنچایا اور اسے دینی اور مذہبی رنگ دیا۔ مارا پیٹا بھی۔ مضروب بھی کیا اور الٹا مقدمہ بھی کرایا۔ آپ زخموں کی بناء پر ہسپتال میں کچھ عرصہ زیر علاج رہے اللہ کی خاطر تکلیف کو برداشت کیا۔ حکام نے تحقیق و تفتیش کے بعد آپ کو الزامات سے باعزت بری قرار دیا اور مقدمہ سے آپ کا نام خارج کر دیا گیا۔

اعلیٰ اوصاف

چوہدری صاحب میں خدا تعالیٰ نے اعلیٰ اوصاف ودیعت کر رکھے تھے۔ خدمت دین کی لگن، صوم وصلوٰۃ کی پابندی، نماز جمعہ کی ادائیگی میں پہلی صف میں آ کر بیٹھتے۔ تلاوت کلام پاک کا شوق تھا۔ مرکز سے آنے والے مہمانان کرام کی ضیافت اور ان کی خدمت کر کے خوش ہوا کرتے تھے ہر روز چند احمدی اور چند غیر از جماعت دوستوں کے پاس کچھ وقت کے لئے خیر سگالی اور تبادلہ خیال کے لئے جاتے۔ ان کے پاس بیٹھتے نئی اور مفید باتیں بتاتے جس سے طرفین کی طبیعت ہشاش بشاش ہو جاتی اور یہ آپ کا معمول تھا۔

خلافت سے محبت

مرحوم کے بھائی مکرم چوہدری محمود احمد صاحب بھٹی لمبا عرصہ 98 شمالی کے امیر مقامی رہے ان کے ساتھ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کی خدمت اقدس میں حاضر ہوتے رہتے۔ دعائیں حاصل کرتے ان سے ملاقاتوں محبتوں اور احسانات کے حسین تذکرے سنایا کرتے تھے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا تازہ بتازہ خطبہ جمعہ سننے کے لئے اپنے گھر میں ڈش انٹینا نصب کرایا ہوا تھا۔ خطبہ سننے میں ناغہ نہ کرتے۔ نیز روزنامہ الفضل کے پرانے قاری تھے اپنے نام اخبار جاری کرایا ہوا تھا اس کا باقاعدگی سے مطالعہ کرتے ان کا خیال تھا کہ الفضل سے خطبہ جمعہ پڑھنا بہتر طریق سے سمجھا جا سکتا ہے۔ الفضل سے دوستی کا تعلق تندرستی تک قائم رہا۔

ازدواج اولاد

آپ کی اہلیہ محترمہ کا نام نذیر بیگم تھا اور ان کے بطن سے اللہ تعالیٰ نے اولاد کی نعمت سے نوازا تھا آپ کے دو بیٹے اور چھ بیٹیاں ہیں جن کی تفصیل یہ ہے۔

مکرم انیس احمد بھٹی صاحب حال کینیڈا۔ مکرم ادریس احمد بھٹی صاحب چک نمبر 98 شمالی۔ محترمہ خالدہ بی بی صاحبہ زوجہ منور احمد بھٹی صاحب 98 شمالی۔ محترمہ ساجدہ بی بی صاحبہ زوجہ ریاض احمد صاحب حال کینیڈا۔ محترمہ طاہرہ بی بی صاحبہ زوجہ انور محمود صاحب اور ضلع سیالکوٹ۔ محترمہ زاہدہ بی بی صاحبہ زوجہ غضنفر اللہ واہلہ حال جرمنی۔ محترمہ شاہدہ بی بی صاحبہ زوجہ رانا اظہر محمود صاحب حال جرمنی۔ محترمہ راشدہ بی بی صاحبہ زوجہ ارشاد اللہ صاحب حال جرمنی۔

ساری اولاد شادی شدہ اور اپنے گھروں میں شاد و آباد ہے۔

وفات و تدفین

حوالدار صاحب نے طویل علالت کے بعد 88 سال کی عمر میں مورخہ یکم ستمبر 2013ء کو وفات پائی آپ نے بیماری کو صبر وشکر کے ساتھ برداشت کیا کبھی زبان پر شکوہ نہیں لائے۔ عیادت کرنے والوں کا شکریہ ادا کرتے اپنی علالت و تکلیف بھلا کر آنے والوں سے حال احوال پوچھتے۔ آخری ایام میں چلنے پھرنے سے معذور ہو گئے تھے۔ بیماری کے ایام میں موصوف کے بیٹے ادریس احمد بھٹی صاحب اور بہو عظمیٰ ادریس صاحبہ کو خدمت کرنے کا موقع ملا۔ انہوں نے اپنے بزرگ کی بڑی خندہ پیشانی سے خدمت کی ہے۔ چوہدری صاحب کو اپنے پوتے پوتیوں سے بڑا پیار تھا وہ انہیں پڑھتا، کھیلتا کودتا دیکھ کر خوش ہوتے۔

مقامی طور پر آپ کی نماز جنازہ میں گرد و نواح کی جماعتوں سے کثیر تعداد میں احمدی احباب شامل ہوئے۔ موصی ہونے کی وجہ سے جسد خاکی ربوہ لایا گیا۔ بیت مبارک میں مکرم مولانا مبشر احمد صاحب کاہلوں مفتی سلسلہ نے نماز جنازہ پڑھائی اور بہشتی مقبرہ میں تدفین ہوئی۔

اللہ تعالیٰ مرحوم کے درجات بلند فرمائے جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے اور اولاد کو آپ کی نیکیاں جاری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

رپورٹ: مکرم احسان اللہ صاحب مانگٹ

تیسرا جلسہ سالانہ
بربیس County۔ گیانا

اللہ تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ مورخہ 12/اپریل 2015ء کو جماعت احمدیہ بربیس گیانا کو اپنا تیسرا جلسہ سالانہ منعقد کرنے کی توفیق ملی۔ حکومتی محکمات، اداروں، تین ٹی وی چینلز اور افسران کو دعوت نامے دیئے۔

کھانا تیار کروانے کا انتظام مکرم محمد علی صاحب لوکل صدر جماعت کے سپرد کر دیا گیا تھا۔ ایک دن قبل وقار عمل کے ذریعہ ہال کو بینرز وغیرہ سے سجایا گیا۔

ایک ٹی وی سٹیشن کے نمائندہ نیو آمسٹرڈم کے چینل نمبر 8 نے جلسہ کا بعض حصہ ریکارڈ کیا اور مکرم عبدالرحمٰن خان صاحب مربی سلسلہ بربیس کا انٹرویو لیا جو اگلے دن کی خبروں میں نشر کیا گیا تھا اور پورے بربیس BerbiceCounty کے ناظرین نے ملاحظہ کیا تھا۔

مہمان خصوصی Mr. Harold Debideen تھے جو کہ نیو آمسٹرڈم کے ڈپٹی میئر ہیں۔ مکرم عبد الرحمٰن خان صاحب مربی سلسلہ بربیس نے اس جلسہ کی صدارت کی تھی۔

تلاوت نظم کے بعد افتتاحی تقریر مکرم آفتاب الدین صاحب نیشنل صدر گیانا جماعت نے بر موضوع "زندہ تعلق باللہ" پر کی۔

خاکسار نے "آنحضرت ﷺ اپنے صحابہ کرام کے لئے رحمت" کے موضوع پر تقریر کی تھی۔

مکرم عزیزم عطاء المجیب اطہر نے بر موضوع "جلسہ سالانہ کا مقصد حضرت مسیح موعود کے مبارک الفاظ میں" تقریر کی۔

مکرم محمد علی صاحب لوکل صدر نے "خلافت" کے موضوع پر تقریر کی۔ مکرم عزیزم نوید الرحمٰن اظہر خان نے بر موضوع "جلسہ سالانہ کے آداب" تقریر کی۔ آخر پر مکرم عبدالرحمٰن خان صاحب مربی بربیس نے بر موضوع "حضرت مرزا مسرور احمد امن کا سفیر" تقریر کی۔

☆ Mr. Harold ڈپٹی میئر Debideen نے تقریر میں دین حق کی امن کی تعلیم کے بارے میں تعریف کی تھی۔

☆ ایک لاہوری انجمن کے امام امین خان صاحب نے مختصر تقریر کی۔ جس میں آنحضرت ﷺ کی مبارک سیرت کے چند واقعات بیان کئے۔

جلسہ کے ختم ہونے پر لوکل صدر صاحب نے تمام حاضرین اور شامل ہونے والوں کا شکریہ ادا کیا۔

جماعت کے کل 60 ممبران و ممبرات حاضر ہوئے تھے۔ جبکہ مہمانوں کی تعداد 20 تھی۔ اس طرح کل حاضری 80 تھی۔ خاکسار نے اختتامی دعا کرائی تھی۔ دعا کے بعد تمام حاضرین کو کھانا پیش کیا گیا۔

حضرت سیٹھ عبداللہ الہ دین صاحب

تاریخ احمدیت کے ایک درخشندہ باب کا قابل رشک عنوان بن کر وہ عظیم المرتبت انسان 20 دسمبر 1962ء کی شام کو بہشتی مقبرہ قادیان کی مقدس سرزمین میں سما گیا ہے۔ جسے دنیائے احمدیت حضرت سیٹھ عبداللہ الہ دین صاحب کے نام سے جانتی تھی اور جانتی رہے گی کاروان احمدیت الٰہی نوشتوں کے مطابق منزل بمنزل بڑھتا رہے گا۔ قومیں اور نسلیں احمدیت کے دامن سے وابستہ ہوتی چلی جائیں گی بڑے بڑے تاجر اور کروڑ پتی سیٹھ احمدیت کی خدمت اور غلامی کا دم بھرنے والے پیدا ہوتے رہیں گے۔ لیکن وہ حیرت انگیز قربانی اور بے مثال خدمت جو اس جیالے مومن نے کی وہ ایک لاثانی شاہکار بن کر افق احمدیت پر زندہ و تاباں رہے گی۔ مورخین احمدیت اس باب کو مرتب کرتے وقت انگشت بدنداں، عالم امکاں کو اپنے تصور میں لائیں گے اور ایک دوسرے سے پوچھ کر اس عقدہ کو حل کرنے کی کوشش کریں گے کہ متواتر چھیالیس سال تک تعلیم احمدیت کے خزائن لٹانے والا یہ کوئی فرد واحد تھا کہ کوئی ادارہ؟ عالم امکان اس کا جواب نفی میں دے گا اور حقیقت پکارے گی کہ ''میں یہاں موجود ہوں'' اور اگر تصدیق چاہتے ہو تو ایشیا، افریقہ، یورپ اور امریکہ کے پرانے احمدی خاندانوں کی لائبریریاں دیکھ لو۔ ان میں سے ہر ایک میں کوئی نہ کوئی کتاب موجود ہوگی جو شہادت دے گی کہ میں۔ ''کارڈ پر مفت بھجوائی گئی تھی''۔ وہ ایک دیوانہ تھا اور ان مطلوب دیوانوں میں سے ایک تھا جن کی تلاش میں خلافت ثانیہ کے سالار نے فرمایا تھا۔ ؎

عاقل کا یہاں پر کام نہیں وہ لاکھوں بھی بے فائدہ ہیں
مقصود مرا پورا ہو اگر مل جائیں مجھے دیوانے دو

اور حقیقت یہی ہے کہ تاریخ عالم نے آج تک جن بڑے بڑے انقلابات کو ترتیب دیا ہے وہ سب دیوانوں کے ذریعہ ہی رُونما ہوئے ہیں۔ ورنہ فرزانگی تو اندیشہ ہائے سود و زیاں کے سلاسل سے ہی آزاد نہیں ہو پاتی۔ یہی وجہ ہے کہ انبیاء مرسلین جنہوں نے دریاؤں کے تیز دھاروں کے رُخ موڑ دیئے۔ اپنے اپنے وقت میں ساحر اور مجانین کے ناموں سے یاد کئے جاتے رہے ہیں یہ اس لئے کہ انہوں نے جو انقلابات برپا کئے تھے وہ عقل انسانی کی گرفت سے بالا تر تھے۔ حضرت سیٹھ عبداللہ الہ دین صاحب 1915ء میں خلافت ثانیہ کے ابتدائی ایام میں احمدیت میں داخل ہوئے اور اپنی آخری سانس تک عہد بیعت کو اس طرح نبھایا۔ جیسا کہ اس کا حق تھا۔ ایک مستقل لگن اور دُھن کے ساتھ آپ نے احمدیت کی خدمت کی۔ اس دوران میں آپ کو بعض دفعہ مالی ابتلاء بھی پیش آئے۔ مگر یہ ابتلاء اشاعت کے کام میں رخنہ نہ ڈال سکے۔ حضرت مصلح موعود کو اس ابتلاء کا علم ہوا تو آپ نے تحریر فرمایا کہ ''ایک دوست نے لکھا ہے کہ آپ کی مالی حالت بہت کمزور ہوتی جارہی ہے۔ آپ بہت زیادہ چندہ دیتے رہے ہیں فی الحال آپ بقایوں اور اگلا چندہ دینے کا خیال چھوڑ دیں تو یہ بات پسندیدہ ہوگی''۔

(اردو ادب کا احمدیہ دبستان ص 183)

یہ کتنا بڑا سرٹیفکیٹ ہے جو آپ کو ملا۔ حضرت سیٹھ عبداللہ الہ دین صاحب نے قربانی کے ہر میدان میں نہایت قابل رشک نمونہ پیش فرمایا۔ یہی وجہ ہے کہ سیدنا حضرت مصلح موعود نے ایک موقع پر فرمایا: ''حضرت مسیح موعود نے جو فرمایا ہے کہ مجھے چالیس مومن مل جائیں تو میں ساری دنیا پر (دین حق) غالب کرسکتا ہوں ان چالیس مومنین میں سے ایک نمونہ سیٹھ عبداللہ الہ دین صاحب ہیں''۔ (البدر 7 فروری 1963ء) حضرت سیٹھ عبداللہ الہ دین صاحب نے اپنی ساری قوتوں کو احمدیت کی ترقی واشاعت پر لگا دیا تھا اور دیوانہ وار کام کر کے احمدیت کا لٹریچر دنیا کے کونوں تک پہنچا دیا تھا۔ آپ نے اکیلے اتنا بڑا کام کیا اور ہزاروں گم گشتگان راہ ہدایت نے راستی کی راہ پائی یہی وہ لوگ ہوتے ہیں جو سود و زیاں کی حدود و قیود سے بے نیاز ہو کر ناممکنات کی دیواروں کو پھلانگ کر ہر قسم کی سند خوشنودی پاتے ہیں۔

غیاث الدین عزّت

(1200-22 ذی الحجہ 1268ھ/ 1786-7/ اکتوبر 1852ء)

''غیاث اللغات'' کی تالیف کی وجہ سے بہت مشہور ہیں۔ وطن رام پور۔ مختلف علوم کے علاوہ طب بھی پڑھی۔ ایک مرتبہ تلاش معاش کے سلسلے میں لکھنؤ بھی گئے۔ باقی عمر رام پور میں درس و تدریس اور کتابیں لکھنے میں بسر کی۔ نواب کلب علی خاں کی تعلیم پر بھی مامور رہے۔ متعدد تصانیف ان سے یادگار ہیں۔ ''غیاث اللغات'' (1242ھ/ 1827ء) ''جوہر التحقیق'' (1261ھ/ 1846ء)، ''منشآتِ عزت'' (مجموعۂ مکاتیب)، 'شرح قصائد بدر چاچ' جس پر نواب جاورہ نے ایک ہزار روپے کا انعام دیا۔ ''شرح گلستاں''، ''شرح سکندر نامہ''، ''شرح ابوالفضل'' رسالہ عروض وقافیہ وغیرہ۔

مکرم نذیر احمد صاحب

بکری ایک نفع بخش اور مفید جانور

اس مفید جانور کا ذکر اللہ تعالیٰ کے کلام پاک میں بھی مذکور ہے۔

''اور ہم نے اس وقت موسیٰ سے کہا اے موسیٰ یہ تیرے دائیں ہاتھ میں کیا ہے؟ (اس نے) کہا یہ میرا سونٹا ہے میں اس پر سہارا لیتا ہوں اور اس کے ذریعہ سے اپنی بکریوں پر (درختوں کے) پتے جھاڑتا ہوں اور اس کے سوا بھی اس میں میرے لئے اور کئی فائدے پوشیدہ ہیں''۔

(سورۃ طٰہٰ آیت 19۔ ترجمہ از تفسیر صغیر)

بکری ایک مفید جانور ہے اس کی کئی اقسام ہیں۔ بڑی خوبصورت چست و چالاک اور ذہین ہوتی ہے۔ حضرتِ انسان کا اس کے ساتھ پرانا تعلق ہے۔ بلکہ لازم و ملزوم ہی رہے ہیں۔ بنی نوع انسان کو فائدہ پہنچاتی آرہی ہے۔ اس کا گوشت، دودھ وسیع پیمانے پر استعمال ہو رہا ہے۔

مریضوں کی ہمدرد ہے۔ اطباء بکری کا گوشت لاغر کمزور ناتواں انسانوں کیلئے تجویز کرتے ہیں۔ اس کا مغز ذہنی کام کرنے والوں کیلئے بے نظیر واکسیر ہے۔

بکری پال کر غربت کا خاتمہ کریں

غریب لوگ اسے پال کر اپنی غربت کو ختم کر سکتے ہیں۔ اگر گھر میں ایک بکری کی پرورش کی جائے تو گھرانے کی کافی مدد ہو جاتی ہے۔ روکھا سوکھا، بچی ہوئی سبزی یا سبزیوں کے چھلکے۔ چھان بورا روٹی کے ٹکڑے ہرا اور خشک گھاس کھا کر گزارہ کر لیتی ہے۔

ایک درمیانہ قد کی بکری یومیہ 2 سے 4 کلو تک دودھ دے سکتی ہے اچھی خوراک سے اس سے بھی زیادہ دودھ حاصل کیا جا سکتا ہے۔ پیدائش سے ایک سال کے اندر اندر بچہ دے دیتی ہے۔ بعض بکریاں ایک سے زائد بچے دیتی ہیں اور ایک تا چار تک دے سکتی ہیں۔ جس گھر میں ایک بکری ہو اس سے ایک سال کے اندر دو سے چار تک تعداد ہو جاتی ہے۔

بکری کا بچہ پیدا ہوتے ہی کم از کم ایک ہزار کا فروخت ہو جاتا ہے اگر چھ ماہ تک کا بچہ پال لیا جائے اور چھ ماہ انتظار کر لیا جائے تو پانچ سے دس ہزار روپے فی بچہ فروخت ہو جاتا ہے۔ اس لئے ایک بکری پالنے والا آدمی دودھ پینے کے علاوہ سال میں 20 ہزار تک کما سکتا ہے۔

بکری کی مینگنی ایک جگہ اکٹھے کرتے رہیں تو سال کے بعد پانچ صد تا ایک ہزار میں فروخت ہو جاتی ہے۔ نرسریوں والے اسے خرید لیتے ہیں اور پودوں کو بطور خوراک دیتے ہیں۔

بکری چرانا سنتِ انبیاء ہے۔ فارغ وقت میں اس شغل کو اپنا کر فائدہ حاصل کیا جا سکتا ہے بے روزگار، بے کار حضرات کے علاوہ ملازم آدمی کو بھی فرض کی ادائیگی کے بعد اتنا وقت آسانی سے مل جاتا ہے کہ گھر میں آکر ایک بکری کی خدمت کرے اور اپنے گھر کے بجٹ میں اضافہ کرے۔ ایک بکری بمع بچہ صبح و شام صرف ایک گھنٹہ وقت کا تقاضا کرتے ہیں۔

ہر نبی نے بکریاں چرائی ہیں حضرت ابوطالب کے ساتھ تجارتی قافلوں میں جانے سے پہلے رسول اللہ ﷺ نے بھی بکریاں چرائیں۔

حضرت عبیدہ ابن عمیر کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''کوئی نبی ایسا نہیں گزرا جس نے بکریاں نہ چرائی ہوں'' ''لوگوں نے پوچھا'' کیا آپ نے بھی چرائی ہیں'' فرمایا ''ہاں''

(صحیح بخاری کتاب الاجارہ)

حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت ہے کہ آپؐ نے فرمایا میں اہل مکہ کی بکریاں کچھ قراریط پر چرایا کرتا تھا قراریط قیراط کی جمع ہے جو ایک دینار کے دسویں حصے کو کہتے ہیں۔

حضرت اقدس محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کے غلامِ کامل اور عاشق صادق نے بھی اپنے آقا و مولیٰ کی سنت پر عمل کرتے ہوئے بکریاں چرائی ہیں۔

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔اے تحریر فرماتے ہیں۔

بیان کیا مجھ سے قاضی امیر حسین صاحب نے کہ ایک دفعہ ہم نے حضرت صاحب سے دریافت کیا کہ حضور حدیث میں آتا ہے کہ سب نبیوں نے بکریاں چرائی ہیں کیا کبھی حضور نے بھی چرائی ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ ہاں میں ایک دفعہ باہر کھیتوں میں گیا وہاں ایک شخص بکریاں چرا رہا تھا اس نے کہا کہ میں ذرا ایک کام جاتا ہوں آپ میری بکریوں کا خیال رکھیں مگر وہ ایسا گیا کہ بس شام کو واپس آیا اور اس کے آنے تک ہمیں اس کی بکریاں چرانی پڑیں۔

(سیرۃ المہدی حصہ اول صفحہ 88)

تاج محل

آگرہ کا تاج محل مشہور مغل بادشاہ شاہ جہاں نے اپنی محبوب ملکہ ممتاز محل کی یاد میں تعمیر کرایا۔ یہ عمارت خوبصورتی میں اپنا ثانی نہیں رکھتی۔ اس کی تعمیر 20 سال میں مکمل ہوئی۔ نقش و نگاری کے لئے فنکار چین سے منگوائے گئے۔ انہوں نے بڑی خوبصورتی سے نقاشی کا کام سرانجام دیا۔ مرمر کے مختلف قسموں کے 62 پتھروں کو ملا کر جو پھول بنایا گیا اس کے جوڑ بالکل نظر نہیں آتے۔

پیدل چلنا

آسان ورزش اور ذیابیطس کا علاج

دل کے امراض قدرت کے مقرر کردہ دو معالجین سے کام نہ لینے کی وجہ سے لاحق ہوتے ہیں اور یہ دونوں معالج، کوئی اور نہیں ہماری اپنی ٹانگیں ہیں۔ دل کے امراض بالعموم ذیابیطس کے لاحق ہونے کا نتیجہ ہوتے ہیں اور اس دشمن صحت مرض کا بھی بہترین علاج ٹانگوں کے ذریعے سے کیا جاسکتا ہے۔ یہ علاج کیا ہے؟ کچھ اور نہیں، بس ان کا استعمال ہے یعنی پیدل چلیے۔ یہ آپ کے خون میں بڑھی ہوئی شکر کو کنٹرول کرلیں گے۔ شکر کنٹرول ہوگی تو جسم کی رگیں لچک دار اور مضبوط رہیں گی۔ خون میں چکنائیوں کی سطح نارمل ہوگی۔ یوں آپ ہائی بلڈ پریشر اور دل کی تکالیف سے بھی محفوظ رہیں گے۔

دنیا بھر میں ذیابیطس کا مرض تیزی سے بڑھ رہا ہے۔ اس کے اسباب میں غذائی بے احتیاطی کو سرفہرست قرار دیا جاتا ہے، لیکن سب سے اہم سبب ورزش کی کمی ہے اور ورزش میں سب سے مؤثر اور سستی ورزش پیدل چلنا ہے۔

اگر آپ ذیابیطس کے مریض ہیں اور پیدل بھی خوب چلتے ہیں، یعنی ڈبل روٹی، سبزی ترکاری لینے کے لئے بھی گاڑی یا موٹر سائیکل پر نہیں جاتے ہیں تو آپ کے لئے پیدل چلنے کی ورزش باقاعدگی سے جاری رکھنا مشکل نہیں ہوگا۔ پیدل چلنے سے آپ کے عضلات (پٹھے) چست ہو جاتے ہیں اور ان میں شکر خوب اچھی طرح جلنے لگتی ہے جس کے نتیجہ میں آپ کا مرض کمزور اور آپ روز بروز قوی ہوتے جاتے ہیں۔ اگر آپ اس کے مریض نہ ہوں تب بھی یہ ورزش آپ کی بہترین دوست ثابت ہوگی۔ اس کی وجہ سے آپ قلب اور شریانوں کے امراض سے محفوظ رہیں گے۔

ذیابیطس قسم دوم کے مریض جو انسولین کے بغیر غذائی پرہیز اور ورزش سے اپنے مرض کو کنٹرول میں رکھ سکتے ہیں، پیدل چل کر اکثر اوقات مناسب غذا اور اس ورزش کے ذریعے سے خون میں شکر کی سطح کو معمول پر رکھنے میں کامیاب رہتے ہیں۔ جو مریض انسولین کے ٹیکے لگاتے ہوں یا شکر کم کرنے والی دوا بھی کھاتے ہوں، اکثر اوقات پیدل چل کر انسولین اور دوا کی مقدار میں کمی کر سکتے ہیں۔

ذیابیطس قسم اول کے نوعمر مریض بھی کہ جو انسولین پر رہتے ہیں، اس ورزش سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں، لیکن اپنے معالج کے مشورے سے اس ورزش اور انسولین کی مقدار کے تعین کے بعد اس سے مستفید ہو سکتے ہیں، کیونکہ ایسے مریضوں میں بعض وقت شکر بہت بڑھتی ہے۔ تو کبھی بہت کم بھی ہو جاتی ہے، اس لئے ورزش، انسولین اور پرہیز میں توازن کا برقرار رکھنا معالج کے مشورے کے بغیر ممکن نہیں ہوتا۔

ذیابیطس قسم دوم کے مریض اگر کوئی دوا استعمال نہ کر رہے ہوں تو پیدل چل کر مکمل طور پر جسمانی اعتبار سے صحت مند رہتے ہوئے قلب یا اعصابی امراض سے خود کو محفوظ رکھ سکتے ہیں۔

ذیابیطس کے ایک ماہر ڈاکٹر گارڈن کے مطابق ذیابیطس کے مریضوں کے لئے پیدل چلنا سب سے موزوں ورزش ہے، کیوں کہ ایک تو یہ کہ آسان اور سہولت بخش ہے، دوسرے اس کی شدت میں کمی بیشی کرنا بھی آسان ہوتا ہے۔ ذیابیطس میں مبتلا افراد کو نہ بہت تیز چلنا چاہئے، نہ بہت دھیرے۔ پیدل چلنا ایک سیدھی سی ورزش ہے جو کسی خاص اہتمام یا ورزشی آلات کے بغیر کی جاسکتی ہے۔

تحقیق سے ثابت ہوا ہے کہ صحت کے اہم فوائد حاصل کرنے اور خاص طور پر مرض قلب کا خطرہ کم رکھنے کے لئے توانائی کا استعمال یا خرچ فی ہفتہ 700 سے 2000 حرارے ہونا چاہئے۔ اس کے لئے یہ ضروری ہے کہ ورزش پورے ہفتہ اسی انداز سے کی جائے کہ ہر ہفتے یہ حرارے برابر برابر تعداد میں جسم میں کام آئیں۔ دیکھا یہ گیا ہے کہ خون کی شکر پر ورزش کے اثرات دو یا زیادہ سے زیادہ تین دن تک برقرار رہتے ہیں، اس لئے اگر آپ پیر، منگل، اور بدھ کو پیدل چلتے ہیں تو ہفتے کے باقی چار دنوں میں انسولین کے اثرات یکساں نہیں رہیں گے یعنی خون میں شکر کی سطح ورزش کے تین دنوں کی طرح کم نہیں رہے گی۔ ویسے یاد رہے کہ شکر کے مقابلے میں ورزش سے قلب اور شریانوں اور عضلات پر بہتری کے اثرات زیادہ دن برقرار رہتے ہیں۔

جسم میں حراروں کے مناسب خرچ اور استعمال کے لئے ضروری ہے کہ آپ ہفتے میں پانچ دن 20 سے 60 منٹ روزانہ پیدل چلیں۔ یہ آپ جانتے ہیں کہ ورزش کی رفتار جتنی تیز ہوتی ہے، جسم میں حراروں کے جلنے کا عمل بھی تیز رہتا ہے اور اس طرح وقت بھی کم درکار ہوتا ہے، لیکن سست رفتاری کی صورت میں حرارے جلنے کا عمل بھی قدرتاً کم رہتا ہے اور انہیں صحیح مقدار میں جلانے کے لئے وقت بھی زیادہ درکار ہوتا ہے یعنی ہفتے میں آپ کو زیادہ دن چلنا پڑے گا۔ اس حساب سے اگر آپ صرف چہل قدمی کریں گے تو حرارے کم جلیں گے، یعنی عضلات میں شکر کم استعمال ہوگی۔ بہت تیز چلیں گے تو اس سے خون میں شکر کی سطح بڑھے گی اور ورزش کی یہ کثرت قلب کی تکلیف کا باعث بھی بن جائے گی، خاص طور پر ان لوگوں میں یہ خطرہ زیادہ درپیش رہے گا کہ جن کے قلب کی تکلیف میں مبتلا ہونے کا امکان زیادہ ہوتا ہے۔ ذیابیطس کے مریضوں کو ورزش اس انداز میں کرنی چاہئے کہ وہ اسے بہت نہیں بلکہ نسبتاً ذرا سخت محسوس کریں اور یہ مقصد تیز قدمی کے ذریعے سے حاصل کیا جا سکتا ہے، یعنی قلب کی رفتار بڑھے، مگر اتنی زیادہ نہ ہو کہ سانس پھولنے لگے اور آپ کے لئے پیدل چلنا مشکل ہو جائے۔ رفتار قلب میں 60 سے 80 فی صد اضافہ کافی ہوتا ہے۔ یہ احتیاط خاص طور پر قلب کے مریضوں کو برتنی چاہئے۔

ضروری ہے کہ جسم کو وارم اَپ کر لیا جائے۔ اس طرح چلنا یا کسی ورزش کا کرنا آسان ہو جاتا ہے۔ یہ بھی ضروری ہوتا ہے کہ جسم کو ورزش کی رفتار کم کر کے ٹھنڈا کر لیا جائے۔ یہ انداز خاص طور پر قلب کے مریضوں کے لئے ضروری اور مفید ثابت ہوتا ہے۔ یکا یک تیز رفتار سے ورزش شروع کرنے سے قلب کی رفتار میں بے قاعدگی پیدا ہو کر فوری موت بھی واقع ہو سکتی ہے۔

پیدل چلنے کے لئے پہلے پانچ منٹ دھیرے دھیرے چلیے، پھر تیز قدم اور ورزش ختم کرنے سے پہلے بھی پانچ منٹ تک دھیمی چال اختیار کیجئے۔ ویسے اگر آپ بہت تیز نہ چل رہے ہوں تو ورزش کے اختتام پر جسم کو ٹھنڈا کرنے یا معمول پر لانے میں زیادہ وقت نہیں لگے گا۔

ڈاکٹر گارڈن کے مطابق ورزش سے پہلے اور بعد میں پانچ دس منٹ تک عضلات اور جسم کو پھیلانے کی ورزش کر لینا مناسب ہوتا ہے۔ پہلی مرتبہ پیدل چلنے کی ورزش شروع کرنے والوں کو ان تدابیر کے لئے زیادہ توجہ اور وقت دینا چاہئے۔ اس طرح ان کے لئے یہ ورزش بتدریج آسان ہوتی جائے گی۔ ابتدا میں صرف پانچ دس منٹ چلیے، پھر ہر ہفتے اس میں 5 منٹ بڑھاتے جائیے۔

یہ بھی بہت ضروری ہے کہ آپ اپنے پیروں کا بھی پورا خیال رکھیں۔ ذیابیطس والوں کے لئے ان کا خیال رکھنا بہت ضروری ہوتا ہے۔ ورزش شروع کرنے سے پہلے اچھی طرح دیکھ لیجئے کہ پیر میں کوئی زخم، چھیلن وغیرہ تو نہیں ہے۔ پھر یہ خیال رہے کہ آپ نرم اور آرام دہ جوتے پہنیں۔ پیروں میں آبلے اور خراش نہیں ہونی چاہئے ورنہ زہریلے زخم (گنگرین) کا خطرہ پیدا ہو جائے گا۔ اپنے لئے موزوں اور جوتوں کا انتخاب سوچ سمجھ کر کیجئے۔ جوتے خریدنے کا بہترین وقت شام کا ہوتا ہے۔ یہ دیکھ لیجئے کہ جوتا نہ بہت ڈھیلا ہو، نہ بہت تنگ، اسی طرح موزے بھی نرم اور لچک دار ہوں انہیں پہن کر ہی نیا جوتا خریدے۔ موزے صاف اور خشک ہونے چاہئیں۔ جن لوگوں کے پیروں میں پسینہ زیادہ آتا ہو انہیں اپنے موزے روزانہ دھو کر اچھی طرح خشک کر لینے چاہئیں تاکہ پیروں میں پھپوند (فنگس) کی شکایت پیدا نہ ہو۔ اسی طرح پیر بھی اچھی طرح صابن سے دھو کر خشک کر لینے چاہئیں۔ پیروں میں خشکی زیادہ ہو تو معالج کے مشورے سے خشکی دور کرنے والی کریم وغیرہ تجویز کرا لینی چاہئے۔ اپنے پیر روزانہ چیک کرتے رہیے اور جب بھی کوئی خلاف معمول بات نظر آئے یا محسوس ہو تو معالج سے فوری رجوع ہو جانا چاہئے۔ یہ احتیاط بہت کام آتی ہے۔ ڈاکٹر گارڈن کے مطابق امریکہ میں اس کی وجہ سے پیر کاٹ پھینکنے کی شرح میں 44 سے 85 فیصد کمی ہوگئی ہے۔ پیدل چلنے سے آپ کا مرض ہی شکست نہیں کھائے گا، آپ ذیابیطس کی وجہ سے ہونے والے امراض اور پیچیدگیوں سے بھی محفوظ ہوتے جائیں گے۔

(ہمدرد صحت جولائی 2004ء)

☆..........☆..........☆

ربوہ میں طلوع وغروب 3 جون

طلوع فجر	3:25
طلوع آفتاب	5:01
زوال آفتاب	12:07
غروب آفتاب	7:12

ایم ٹی اے کے اہم پروگرام

3 جون 2015ء

6:05 am	گلشن وقف نو
9:55 am	لقاء مع العرب
2:00 pm	سوال وجواب
6:00 pm	خطبہ جمعہ فرمودہ 14۔ اگست 2009ء
8:10 pm	دینی وفقہی مسائل

تبدیلی نام

مکرمہ روبینہ اصغر صاحبہ طاہر آباد جنوبی ربوہ تحریر کرتی ہیں کہ میں نے اپنا نام روبینہ کوثر دختر عبدالقدیر سے تبدیل کر کے روبینہ اصغر رکھ لیا ہے۔ آئندہ مجھے اسی نام سے لکھا اور پکارا جائے۔

WARDA فیبرکس
تبدیلی آ نہیں رہی تبدیلی آ گئی ہے لان ہی لان
کرینکل شفون دوپٹہ 4P کلاسک لان 3P ڈیزائنر لان شرٹ پیلس
400/450/550 750/- 950/-
چیمہ مارکیٹ اقصیٰ روڈ ربوہ 0333-6711362

قائم شدہ 1952ء
خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ
خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
SHARIF JEWELLERS
SINCE 1952
Aqsa Road Rabwah
0092476212515
15 London Rd, Morden Sm4 5Ht
00442036094712

FR-10